رسول کریمؐ کا عفو وکرم

بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق فاضلہ کی بنیاد صفات الٰہیہ کو قرار دیتے اور حسبِ استطاعت یہ صفات اختیار کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ''عَفُوّ'' ہے یعنی وہ بہت معاف کرنے والا ہے۔ انسان کے لئے بھی یہ خلق اختیار کرنا ضروری ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت میں رنگین ہو کر وہ ایک کامل انسان بن سکے۔

اسلام پہلے تورىت میں قصاص اور برابر کے بدلہ کی تعلیم بھی بے عدل وانصاف پر مبنی تھی۔ اسلام نے عدل ایک قدم آگے بڑھ کر احسان کی تعلیم دیتے ہوئے ''عَفْو'' کی طرف توجہ دلائی، مگر ساتھ ہی یہ وضاحت فرمائی کہ ''عفو'' کا خلق اس وقت قابل تعریف ہے، جب برمحل ہو۔ اگر کمزوری اور بدلہ لینے کی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے معاف کیا جائے تو یہ عفو قابل تعریف نہیں۔ عفو وہ قابل تعریف ہے، جس کے نتیجہ میں اصلاح ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''بدی کا بدلہ کی جانے والی بدی کے برابر ہوتا ہے'' پس جو کوئی معاف کرے بشرطیکہ وہ اصلاح کرنے والا ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے یقیناً وہ ظالموں

کو پسند نہیں کرتا ہے۔(سورۃ الشوریٰ:41)

رسول کریمؐ کو بطور خاص عفو کا خُلق ودیعت کیا گیا تھا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ آپ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ ''اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تو اُن کیلئے نرم ہو گیا اور اگر تو تند خو اور سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دور بھاگ جاتے۔پس ان سے عفو اور درگذر کر اور ان کے لئے بخشش کی دعا کر''۔(سورۃ آل عمران:160)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عفو کے بے نظیر نمونے دوستوں اور دشمنوں کے بارہ میں ظاہر ہوئے اور آپؐ نے ثابت کر دکھایا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی صفت ''عفو'' کے بہترین مظہر تھے۔چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے رسول اللہؐ کی توریت میں بیان فرمودہ علامت پوچھی گئی تو انہوں نے بیان کیا ''کہ وہ نبی تند خو اور سخت دل نہ ہوگا۔نہ بازاروں میں شور کرنے والا۔برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دے گا بلکہ عفو اور بخشش سے کام لے گا''۔(بخاری)[1]

دراصل ان کا اشارہ توریت کی اس پیشگوئی کی طرف تھا۔جس میں لکھا ہے۔''وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا وہ نہ چلائے گا نہ شور کرے گا نہ بازاروں میں اس کی آواز سنائی دے گی وہ مسلے ہوئے سرکنڈے کو نہ توڑے گا اور ٹمٹماتی بتی کو نہ بجھائے گا وہ راستی سے عدالت کرے گا۔(یسعیاہ:4-42/2)

حضرت عائشہؓ نبی کریمؐ کے عفو وکرم کے بارہ میں یہ گواہی دیتی تھیں کہ نبی کریمؐ نے کبھی اپنی ذات کی خاطر اپنے اوپر ہونے والی کسی زیادتی کا انتقام

نہیں لیا۔(مسلم)[2]

حضرت خدیجہؓ کے صاحبزادے ھند کو رسول اللہؐ کے زیر تربیت رہنے کی سعادت ہوئی تھی۔ان کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ دنیا اور اس کے اغراض کی خاطر کبھی غصے نہیں ہوتے تھے۔اپنی ذات کی خاطر نہ کبھی آپ غصے ہوئے نہ بدلہ لیا۔(ترمذی)[3]

مدینہ میں آنے کے بعد ایک دفعہ نبی کریمؐ انصاری سردار حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت کو تشریف لے گئے۔راستے میں یہود مشرکین اور مسلمانوں کی ایک مجلس میں منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی بھی موجود تھا۔رسول اللہؐ کی سواری کے آنے سے گرد اُٹھی تو اس نے منہ ڈھانپ لیا اور رسول اللہؐ کو برا بھلا کہنے لگا۔نبی کریمؐ جب سعد بن عبادہؓ کے گھر پہنچے اور ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو انہوں نے مدینہ کے مخصوص حالات میں عبداللہ بن ابی سے درگذر کرنے کی درخواست کی۔اور رسول کریمؐ نے اسے معاف کر دیا۔(بخاری)[4]

اور ایسا صدق دل سے معاف کیا کہ اس کی تمام تر گستاخیوں اور شرارتوں کے باوجود اس کی وفات اس کا جنازہ پڑھایا۔حضرت عمرؓ نے باصرار اس کا جنازہ پڑھانے سے روکتے ہوئے رسول اللہؐ کو عبداللہ بن ابی کی سب زیادتیاں اور دشمنیاں یاد کرائیں۔مگر رسول کریمؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا اے عمرؓ! پیچھے ھٹ جاؤ۔مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ ''تم ان کے لئے استغفار کرو یا نہ

کرو (برابر ہے) اگر تم ستر مرتبہ بھی استغفار کرو تو اللہ ان کو نہیں بخشے گا۔" پھر فرمایا اگر مجھے پتہ ہو کہ ستر سے زائد مرتبہ استغفار سے یہ بخشے جائیں گے تو میں ستر سے زائد بار استغفار کروں۔ پھر آپؐ نے اس کا جنازہ پڑھایا۔ جنازہ کے ساتھ قبر تک تشریف لے گئے اور تدفین تک وہاں رہے۔ (بخاری) [5]

غزوۂ ذات الرقاع میں تعاقب کر کے ارادہ قتل کے لئے آنے والے غورث بن حارث کو بھی آپؐ نے معاف فرمادیا۔ جس نے حضورؐ کے سوتے ہوئے قتل کے ارادہ سے آپؐ کی تلوار پر قبضہ کر لیا تھا۔ مگر آپؐ کے الٰہی رعب و ھیبت سے قتل پر قادر نہ ہوسکا۔ اس جانی دشمن کو بھی آپؐ نے معاف فرمادیا۔ (بخاری) [6]

زہر دینے والی سے عفو

غزوہ خیبر کے بعد مشہور یہودی جرنیل مرحب کی بہن نے ایک بکری کے گوشت میں زہر ملا کر اس کا بھُنا ہوا گوشت آنحضرتؐ کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجا۔ رسول کریمؐ دستی کا گوشت کھانے لگے اور دیگر صحابہ نے بھی کھایا۔ اچانک رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کھانے سے ہاتھ روک لو۔ پھر حضورؐ نے اس یہودی عورت کو بلا کر فرمایا کیا تم نے اس کھانے میں زہر ڈالا تھا۔ اس نے کہا ہاں مگر آپؐ کو کیسے پتہ چلا۔ حضورؐ نے اپنے ہاتھ میں دستی کے گوشت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس نے بتایا۔ حضورؐ نے پوچھا کہ تمہارا مقصد کیا تھا۔ کہنے لگی میں نے سوچا اگر آپ

نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں دے گا۔ اگر نہیں ہیں تو آپ سے ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ آنحضورؐ نے اس عورت کو معاف کر دیا اور اسے کوئی سزا نہیں دی۔

حضورؐ کے ایک صحابی، جنھوں نے یہ گوشت کھایا تھا، زہر کے اثر سے فوت بھی ہو گئے اور رسول اللہؐ پر اس زہر کا اثر آخری بیماری میں بھی تھا اور آپ اپنے گلے میں اس کی وجہ سے تکلیف محسوس کرتے تھے۔ (ابوداؤد)[7]

فتح مکہ کے موقع پر رسول کریمؐ نے عفو کے شاندار اور بے نظیر نمونے قائم فرمائے اور یوں محض مکہ کی بستی اور مکان ہی فتح نہیں کئے بلکہ مکینوں کے دل بھی جیت لئے۔

مرتد کی معافی

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بھی انہی لوگوں میں سے تھا جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کاتب وحی تھا۔ اس نے کلام الٰہی میں تحریف اور خیانت کے جرم کا ارتکاب کیا۔ جب اس کی یہ چوری پکڑی گئی تو بغاوت اور ارتداد اختیار کرتے ہوئے مسلمانوں کے حریف قریش مکہ سے جا ملا۔ وہاں جا کر اس جھوٹے الزام کی کھلم کھلا اشاعت کی کہ جو میں کہتا تھا اس کے مطابق وحی بنا کر لکھ لی جاتی تھی۔ اسکی محاربانہ سرگرمیوں کے باعث اسے واجب القتل قرار دیا گیا۔ اور بعض مسلمانوں نے نذر مانی کہ وہ اس دشمن خدا و رسول کو قتل کریں گے۔ مگر یہ اپنے رضاعی بھائی

حضرت عثمانؓ غنی کی پناہ میں آ کر معافی کا طالب ہوا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پہلے تو اعراض فرمایا مگر حضرت عثمانؓ کی بار بار درخواست پر کہ میں اسے امان دے چکا ہوں۔حضورؐ نے اسے معاف کر دیا اور اسکی بیعت قبول فرمالی۔

بعد میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابہ سے (جن میں عبداللہ کے قتل کی نذر ماننے والے صحابی بھی شامل تھے) پوچھا کہ جب تک میں نے معافی اور بیعت منظور نہیں کی تھی اس دوران عبداللہ کو قتل کر کے اپنی نذر پوری نہ کر لینے کی کیا وجہ ہوئی؟ کیونکہ نذر پوری کرنا اللہ کا حق ہے۔صحابہؓ نے عرض کیا آپ کا ادب مانع تھا۔حضورؐ ہمیں ادنیٰ سا اشارہ ہی فرما دیتے کہ نذر پوری کرنے میں کوئی روک نہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کیا خوبصورت جواب ارشاد فرمایا کہ آنکھ کے مخفی اشارے کی خیانت بھی نبی کی شان سے بعید ہے۔اس طرح کلام پاک میں خیانت کے مرتکب اس مجرم کے ساتھ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ سلوک روا رکھنا گوارا نہ فرمایا کہ اسے خاموشی سے قتل کروا دیا جائے۔ غالباً صحابہ کو یہی سبق دینے کیلئے آپؐ نے ان سے یہ سوال پوچھا تھا۔ورنہ اس رسولِ امین کا فیصلہ تو یہ ہے کہ ایک مسلمان عورت نے بھی جسے امان دی وہ ہماری امان شمار ہوگی۔پھر حضرت عثمانؓ جیسے جلیل القدر صحابی کی امان کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی موجودگی میں کوئی کیسے جرأت کر سکتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کسی واضح فیصلہ سے قبل ایسا اقدام کرے۔

بیعت کی قبولیت کے بعد عبداللہ اپنے جرائم کے باعث حیاء کی وجہ سے

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے آنے سے کتراتا تھا۔اس رحیم وکریم اور عالی ظرف رسولؐ نے اسے محبت بھرا پیغام بھجوایا کہ اسلام قبول کرنا اس سے پہلے کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔(حلبیہ)8

ھبار کی معافی

چند واجب القتل مجرموں میں ایک شخص ھبار بن الاسود بھی تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت نیزے سے قاتلانہ حملہ کیا اور وہ اونٹ پر سے ایک پتھریلی چٹان پر گر گئیں۔اس حادثہ کی نتیجہ میں ان کا حمل ضائع ہو گیا اور بالآخر یہی چوٹ انکے لئے جان لیوا ثابت ہوئی۔اس جرم کی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے قتل کا فیصلہ فرمایا تھا۔فتح مکہ کے موقع پر تو یہ بھاگ کر کہیں چلا گیا۔بعد میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم واپس مدینہ تشریف لائے تو ھبار حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور رحم کی بھیک مانگتے ہوئے عرض کیا کہ پہلے تو میں آپؐ کے ڈر سے فرار ہو گیا تھا مگر پھر آپ کے عفو و رحم کا خیال مجھے آپؐ کے پاس واپس لایا ہے۔اے خدا کے نبیؐ! ہم جاہلیت اور شرک میں تھے۔خدا نے ہمیں آپؐ کے ذریعہ ہدایت دی اور ہلاکت سے بچایا۔پس میری جہالت سے صرف نظر فرمائیں بے شک میں اپنے قصوروں اور زیادتیوں کا اقراری اور معترف ہوں۔عفو وکرم کے اس پیکر نے اپنی صاحبزادی کے اس قاتل کو بھی بخش دیا اور فرمایا ’’جا اے ھبار!

میں نے تجھے معاف کیا۔ اللہ کا یہ احسان ہے کہ اس نے تمہیں قبول اسلام کی توفیق دی۔'' پھر رحمتہ للعالمین ھبار کو محبت بھری تسلیاں دیتے ہیں کہ اسلام قبول کرنا سابقہ گناہوں کا ازالہ کر دیتا ہے۔(حلبیہ 9)

ابوجہل کے بیٹے سے عفو

واجب القتل مجرموں میں دشمن اسلام ابوجہل کا بیٹا اور مشرکین مکہ کا سردار عکرمہ بھی تھا جس نے ساری عمر اسلام کی مخالفت اور عداوت میں گزار دی۔ مسلمانوں اور بانی اسلام کو وطن سے بے وطن کیا، پھر مدینے میں بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ ان پر جنگیں مسلط کیں اور ان کے خلاف لشکر کھینچ کر لے آیا۔ حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روکا اور پھر اس موقع پر جو معاہدہ کیا اسے توڑنے اور پامال کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ فتح مکہ کے موقع پر امن کے اعلان عام کے باوجود ہتھیار نہ ڈالے بلکہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ خالد بن ولید کے دستے پر حملہ کر کے حرم میں خونریزی کا موجب بنا۔ اپنے ان گھناؤنے جرائم کی معافی کی کوئی صورت نہ دیکھ کر فتح مکہ کے بعد عکرمہ یمن کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کی بیوی ام حکیمؓ مسلمان ہو گئی تھی۔ وہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دربار عفو سے اپنے خاوند کی معافی اور امن کی طالب ہوئی۔ سبحان اللہ! حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس جانی دشمن کے لئے بھی امان نامہ عطا فرمایا۔ اس کی بیوی تلاش میں اس کے پیچھے گئی، اسے جا لیا اور کہا'' میں

اس عظیم انسان کے پاس سے آئی ہوں جو بہت ہی صلہ رحمی کرنیوالا ہے۔تم اپنے آپ کو ہلاک مت کرو۔ میں تمہارے لئے پروانۂ امان لیکرآئی ہوں۔'' عکرمہ کو اپنے جرائم کے خیال سے معافی کا یقین تو نہ آتا تھا مگر اپنی بیوی پر اعتماد کرتے ہوئے واپس لوٹ آیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا تو آپ نے اسے بھی معاف کردیا۔(الحلبیہ)10

عکرمہ پر لطف وکرم

عکرمہ کو نہ صرف معاف کیا بلکہ کمال شفقت ومحبت کا سلوک کیا۔اپنے اس جانی دشمن کو خوش آمدید کہا اور دشمن قوم کے اس سردار کے اعزاز کیلئے کھڑے ہوگئے۔(مؤطا)11

اپنی چادر اس کی طرف پھینک دی جو امان عطا کرنے کے علاوہ احسان کا اظہار بھی تھا۔ پھر فرط مسرت سے اس کی طرف آگے بڑھے۔عکرمہ نے عرض کیا میری بیوی کہتی ہے آپؐ نے مجھے معاف فرما دیا ہے۔آپؐ نے فرمایا ہاں یہ درست کہتی ہے۔عکرمہ کا سینہ کھل گیا اور وہ بے اختیار کہہ اٹھا۔اے محمد! واقعی آپ تو بہت ہی صلہ رحمی کرنیوالے اور بے حد حلیم اور بہت ہی کریم ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ تب ہمارے آقا کی خوشی دیکھنے والی تھی، مشرکین کے لشکر کا سالار مسلمان ہورہا

تھا، آج رسول اللہؐ کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا، آپؐ کے خوابوں کی تعبیریں پوری ہو رہی تھیں۔ آپؐ نے ایک رؤیا میں ابوجہل کے ہاتھ میں جنتی پھل انگور کے خوشے دیکھے تھے، آج ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کے قبول اسلام سے اس کی تعبیر ظاہر ہوئی۔ رسول اللہؐ خوشی سے مسکرا رہے تھے۔ صحابہؓ نے استفسار کیا تو فرمایا کہ میں خدا کی شان اور قدرت پر حیران ہو کر خوشی سے مسکراتا ہوں کہ بدر میں عکرمہ نے جس مسلمان صحابی کو قتل کیا تھا وہ شہید صحابی اور عکرمہ دونوں جنت میں ایک ہی درجے میں ہوں گے۔ بعد میں جنگ یرموک میں عکرمہ کی شہادت سے یہ بات مزید کھل کر ظاہر ہوگئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عکرمہؓ کے اسلام سے خوش ہو کر فرمایا کہ اے عکرمہؓ! آج جو مانگنا ہے مجھ سے مانگ لو میں اپنی توفیق و استطاعت کے مطابق تمہیں عطا کرنیکا وعدہ کرتا ہوں۔ یہ موقع تھا کہ سردار مکہ کا بیٹا شہنشاہ عرب سے منہ مانگا انعام لے سکتا تھا، مگر اب وہ دنیا دار عکرمہ یکسر بدل چکا تھا۔ توحید و رسالت کا صدق دل سے اقرار کر کے اور رسول اللہؐ کے حسنِ اخلاق سے متأثر ہو کر اس کی ہستی میں ایک انقلاب رونما ہو چکا تھا۔ اس نے عرض کیا اے خدا کے رسولؐ! میرے لئے اپنے مولیٰ سے بخشش کی دعا کیجئے کہ جو دشمنی میں نے آج تک آپؐ سے کی وہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسی وقت دعا کیلئے خدا کے حضور ہاتھ پھیلا دیئے اور عرض کرنے لگے۔ ’’مولیٰ اے میرے مولیٰ! عکرمہ کی سب عداوتیں اور قصور معاف فرما دے‘‘ اور خود آپ

نے بھی صدق دل سے عکرمہؓ کو ایسا معاف کیا کہ مسلمانوں کو تاکید کی کہ دیکھو عکرمہؓ کے سامنے اس کے باپ ابوجہل کو برا بھلا نہ کہنا اس سے میرے ساتھی عکرمہؓ کی دلآزاری ہوگی اور اسے تکلیف پہنچے گی۔ دشمن کے ساتھ حسن سلوک کے لحاظ سے نبی کریمؐ کا کتنا عظیم خلق ہے۔ جس کی نظر پیش نہیں کی جا سکتی۔ عکرمہؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ! میں آج تک آپ کی مخالفت میں اپنا جتنا مال خرچ کیا ہے۔ اب میں اللہ کی راہ میں بھی اتنا مال خرچ کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ (ابن اثیر) 12

ھند سے حسن سلوک

ان مجرموں میں ابوسفیان کی بیوی ھند بنت عتبہ بھی تھی۔ جس نے اسلام کے خلاف جنگوں کے دوران کفار قریش کو اکسانے اور بھڑکانے کا فریضہ خوب ادا کیا تھا۔ وہ رجزیہ اشعار پڑھ کر اپنے مردوں کو انگیخت کیا کرتی تھی کہ اگر تم فتح مند ہو کر لوٹو گے تو ہم تمہارا استقبال کریں گی، ورنہ ہمیشہ کیلئے جدائی اختیار کر لیں گی۔ (ابن ھشام) 13

جنگ اُحد میں اسی ھند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ کی نعش کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کیا تھا۔ ان کے ناک کان اور دیگر اعضاء کاٹ کر لاش کا حلیہ بگاڑا اور ان کا کلیجہ چبا کر آتش انتقام سرد کی تھی۔ فتح مکہ کے بعد جب رسول اللہؐ نے عورتوں کی بیعت لی تو یہ ھند بھی نقاب اوڑھ کر آ گئی کیونکہ اسکے جرائم کی وجہ سے اسے بھی واجب القتل قرار دیا گیا تھا۔ بیعت

کے دوران اس نے بعض شرائط بیعت کے بارہ میں استفسار کیا تو نبی کریمؐ پہچان گئے کہ ایسی دیدہ دلیری ھند ہی کرسکتی ہے۔آپ نے پوچھا’’کیا تم ابوسفیان کی بیوی ھند ہو!‘‘اس نے کہا’’یارسول اللہؐ!اب تو میں دل سے مسلمان ہو چکی ہوں جو کچھ پہلے گذر چکا آپ بھی اس سے درگذر فرمائیں۔اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک فرمائے گا۔‘‘

نفرت کو محبت سے بدلنے کا انقلاب

رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ظرف دیکھو کہ اپنے محبوب چچا کا کلیجہ چبانے والی ھند کو بھی معاف فرما کر ہمیشہ کیلئے اس کا دل جیت لیا۔ھند پر آپ کے عفو و کرم کا ایسا اثر ہوا کہ اس کی کایا ہی پلٹ گئی اس نے اپنا دل بھی شرک و بت پرستی سے پاک کیا اور گھر میں موجود تمام بت توڑ کر نکال باہر کئے۔

اسی شام ھند نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ضیافت کے اہتمام کی خاطر دو بکرے ذبح کروائے اور بھون کر حضورؐ کی خدمت میں بھجوائے۔خادمہ کے ہاتھ پیغام بھجوایا کہ ھند بہت معذرت کرتی ہیں کہ آج کل جانور کم ہیں اس لئے یہ جو حقیر سا تحفہ پیش کرنے کی توفیق پا رہی ہوں قبول فرمائیں۔

ہمارے محسن آقا و مولا نے جو کسی کے احسان کا بوجھ اپنے اوپر نہ رکھتے تھے۔اسی وقت دعا کی کہ’’اے اللہ ھند کے بکریوں کے ریوڑ میں بہت برکت ڈال دے۔‘‘یہ دعا بڑی شان کے ساتھ قبول ہوئی۔ھند کی بکریوں میں ایسی

برکت پڑی کہ سنبھالی نہ جاتی تھیں۔ پھر تو ھند رسول خدا کی دیوانی ہوگئیں، خود کہا کرتی تھیں کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک وقت تھا جب آپ کا گھر میری نظر میں دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل اور حقیر تھا، مگر اب یہ حال ہے کہ روئے زمین پر تمام گھرانوں سے معزز اور عزیز مجھے آپ کا گھر ہے۔ (حلبیہ) 14

وہ لوگ جو اسلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اسکی اشاعت تلوار کے زور سے ہوئی۔ ذرا وہ بتائیں تو سہی کہ وہ کونسی تلوار تھی جس نے عکرمہؓ اور ھندؓ کا دل فتح کیا تھا، بلاشبہ وہ رسول اللہؐ کی بے پایاں رحمت ہی تھی۔

دشمن اسلام صفوان پر احسان

صفوان بن امیہ مشرکین مکہ کے ان سرداروں میں سے تھا، جو عمر بھر مسلمانوں سے نبرد آزما رہے۔ فتح مکہ کے موقع پر عکرمہؓ کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے اعلان امن کے باوجود خالد بن ولیدؓ کے اسلامی دستے پر حملہ آور ہوئے تھے۔ پھر بھی نبی کریمؐ نے صفوان کے لئے بطور خاص کسی سزا کا اعلان نہیں فرمایا۔ مکہ فتح ہونے کے بعد یہ خود سخت نادم اور شرمندہ ہو کر یمن کی طرف بھاگ کھڑا ہوا، کیونکہ اپنے جرائم سے خوب واقف تھا اور اپنے خیال میں ان کی معافی کی کوئی صورت نہ پاتا تھا۔ اس کے چچا حضرت عمیر بن وھبؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپؐ نے تو ہر اسود و احمر کو امان دے دی ہے۔ اپنے چچا زاد کا بھی خیال کیجئے اور اسے معاف فرمائیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صفوان کو بھی معاف فرما دیا۔حضرت عمیرؓ نے عرض کیا کہ مجھے اپنی امان کا کوئی نشان بھی عطا فرمائیں ۔حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا وہ سیاہ عمامہ معافی کی علامت کے طور پر اتار کر دے دیا جو فتح مکہ کے روز آپؐ نے پہنا ہوا تھا۔عمیرؓ نے جا کر صفوان کو معافی کی خبر دی تو اسے یقین نہ آتا تھا کہ اسے بھی معافی ہوسکتی ہے۔اس نے عمیرؓ سے کہا ''تو جھوٹا ہے۔میری نظروں سے دور ہو جا،میرے جیسے انسان کو کیسے معافی مل سکتی ہے؟ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔'' حضرت عمیرؓ نے اسے سمجھایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمہارے تصور سے بھی کہیں زیادہ بہت احسان کرنیوالے اور حلیم و کریم ہیں،ان کی عزت تمہاری عزت اور ان کی حکومت تمہاری حکومت ہے۔اس یقین دہانی پر صفوان نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آتے ہی پہلا سوال یہی دریافت کیا کہ کیا آپ نے مجھے امان دی ہے؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے تمہیں امان دی ہے۔صفوان نے عرض کیا کہ مجھے دو ماہ کی مہلت دے دیں کہ اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے مکہ میں ٹھہروں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے چار ماہ کی مہلت عطا فرمائی۔یوں اپنے بدترین دشمن سے بھی اعلیٰ درجہ کا حسن سلوک کر کے خلق عظیم کی شاندار مثال قائم فرمادی۔(مؤطا) 15

بالآخر چند ہی دنوں میں آپ نے صفوان کا دل اپنے جود و سخا سے جیت

لیا۔محاصرہ طائف سے واپسی پر حضورؐ ایک وادی کے پاس سے گزرے۔ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مال خمس و فیئ کے جانوروں کے ریوڑ چر رہے تھے۔صفوان حیران ہوکر طمع بھری آنکھوں سے ان کو دیکھنے لگا۔حضورؐ صفوان کو دیکھ رہے تھے۔فرمانے لگے ''اے صفوان ! کیا یہ جانور تجھے بہت اچھے لگ رہے ہیں؟ ''اس نے کہا ہاں!'' آپؐ نے فرمایا'' جاؤ یہ سب جانور میں نے تمہیں بخش دیئے۔'' صفوان بے اختیار یہ کہہ اٹھا کہ خدا کی قسم !اتنی بڑی عطا اتنی خوش دلی سے سوائے نبی کے کوئی نہیں کرسکتا یہ کہہ کر وہیں رسول اللہؐ کے قدموں میں ڈھیر ہو گیا اور اسلام قبول کرلیا۔(ابن ھشام) 16

وحشی قاتلِ حمزہؓ سے درگذر

ان واجب القتل مجرموں میں وحشی بن حرب بھی تھا۔جس نے اپنی غلامی سے آزادی کے لالچ میں غزوۂ احد میں سامنے آکر مقابلہ کرنے کی بجائے چھپ کر اسلامی علمبردار حضرت حمزہؓ پر قاتلانہ حملہ کر کے انہیں شہید کیا تھا۔فتح مکہ کے بعد یہ طائف کی طرف بھاگ گیا۔ بعد میں مختلف علاقوں سے سفارتی وفود نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔وحشی کو کسی نے مشورہ دیا کہ نبی کریمؐ سفارتی نمائندوں کا بہت احترام کرتے ہیں۔بجائے چھپ چھپ کر زندگی گزارنے کے تم بھی کسی وفد کے ساتھ دربار نبویؐ میں حاضر ہوکر عفو کی بھیک مانگ لو۔چنانچہ وہ طائف کے سفارتی وفد کے ساتھ آیا۔حضورؐ سے آپ

کے چچا کے قتل کی معافی چاہی۔آپؐ نے دیکھ کر فرمایا تم وحشی ہو۔؟ اس نے کہا ''جی حضورؐ! اب میں اسلام قبول کرتا ہوں۔'' آپؐ نے فرمایا'' حمزہؓ کو تم نے قتل کیا تھا۔''اس نے اثبات میں جواب دیا۔ آپؐ نے اس واقعہ کی تفصیل پوچھی۔اس نے بتایا کہ کس طرح تاک کر اور چھپ کر ان کو نیزا مارا اور شہید کیا تھا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کی اپنے محبوب چچا کی شہادت کی یاد ایک بار پھر تازہ ہوگئی۔صحابہؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ شاید اس وقت آپؐ کو حضرت حمزہؓ کے احسانات بھی یاد آئے ہوں گے۔ وہ ابوجہل کی ایذاؤں کے مقابل پر آپؐ کی سپر بن کر اسلام کی کمزوری کے زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے اور آخر دم تک نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دست و بازو بنے رہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر اور قدرت و طاقت پا کر جذبات انتقام میں کسی قدر تلاطم برپا ہوسکتا ہے اس کا اندازہ اہل دل ہی کر سکتے ہیں۔مگر دوسری طرف وحشی قبول اسلام کا اعلان کر کے عفو کا طالب ہو چکا تھا۔آپؐ نے کمال شفقت اور حوصلہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ اے وحشی! میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ کیا تم اتنا کر سکتے ہو کہ میری نظروں کے سامنے نہ آیا کرو؟ تا کہ اپنے پیارے چچا کی المناک شہادت کی دکھ بھری یاد مجھے بار بار ستاتی نہ رہے۔وحشی نے رسول اللہؐ کا یہ حیرت انگیز احسان دیکھا تو آپ کے حسن خلق کا معترف ہو کر صدق دل سے مسلمان ہوا اور حضرت حمزہؓ کے قتل کا کفارہ ادا کرنے کی سوچ میں پڑ گیا۔ پھر اس

نے اپنے دل میں یہ عہد کیا کہ اب میں اسلام کے کسی بڑے دشمن کو ہلاک کر کے حضرت حمزہؓ کے قتل کا بدلہ چکاؤں گا۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب کو قتل کر کے کیفر کردار تک پہنچانے والا یہی وحشی تھا جس کا دل محمد مصطفیؐ نے محبت سے جیت لیا تھا۔ (الحلبیہ)۔17

حارث اور زہیر کی معافی

حارث بن ہشام اور زہیر بن امیہ بھی عکرمہ اور صفوان کے ساتھیوں میں سے تھے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امان قبول کرنیکی بجائے مزاحمت کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ فتح مکہ کے بعد پشیمان تھے کہ نا معلوم اب ان کے ساتھ کیا سلوک ہو۔ چنانچہ انہوں نے نبی کریمؐ کی چچا زاد بہن ام ہانیؓ سے معافی کیلئے سفارش چاہی۔ یہ دونوں ان کے سسرالی عزیز تھے۔ حضرت ام ہانیؓ نے انہیں امان دے کر اپنے گھر میں ٹھہرایا۔ پہلے اپنے بھائی حضرت علیؓ سے ان کی معافی کیلئے بات کی۔ حضرت علیؓ نے صاف جواب دیا کہ ایسے معاندین اسلام کو تو میں خود اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا۔ تب ام ہانیؓ نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ذرا سوچیئے دو ظالم دشمنان اسلام کیلئے ایک عورت کی امان کیا حیثیت رکھتی ہے! مگر اُم ہانیؓ نے نبی کریمؐ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ میرا بھائی علی کہتا ہے کہ وہ اس شخص کو جسے میں نے امان دی ہے قتل کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وسعت حوصلہ دیکھو آپ نے فرمایا۔ ’’اے ام ہانیؓ! جسے تم نے امان

دی اسے ہم نے امان دی۔‘‘ چنانچہ ان دونوں دشمنان اسلام کو بھی معاف کر دیا گیا۔(ھشام) 18

حارث بن ہشام کو جو قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ نبی کریمؐ نے صرف معاف ہی نہیں فرمایا، سو اونٹوں کا تحفہ بھی عطا کیا۔ بعد میں یہ غزوہ یرموک میں شامل ہوئے اور اس میں شہید ہوئے۔ یہ وہی حارثؓ ہیں جنہوں نے اپنے دوسرے دو زخمی مسلمان بھائیوں عکرمہؓ اور سہیلؓ کو پیاسا دیکھ کر خود پانی پینے کی بجائے انہیں پلانے کا اشارہ کیا اور یوں ایثار کرتے ہوئے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی تھی۔(ابن اثیر) 19

حارث بن ہشام کا اپنا بیان ہے کہ جب ام ہانیؓ نے مجھے اطلاع دی کہ رسول اللہؐ نے ان کی پناہ قبول فرمالی ہے تو کوئی بھی مجھ سے تعرض نہیں کرتا تھا۔ البتہ مجھے حضرت عمرؓ کا ڈر تھا لیکن وہ بھی ایک دفعہ میرے پاس سے گزرے میں بیٹھا ہوا تھا مگر انہوں نے بھی کوئی تعرض نہ کیا۔ اب مجھے صرف اس بات کی شرم تھی کہ میں رسول اللہؐ کو کیا منہ دکھاؤں گا کیونکہ حضورؐ کو دیکھنے سے مجھے وہ تمام باتیں اور اپنی وہ دشمنیاں یاد آجائیں گی جو میں ہر موقعے پر آپؐ کے خلاف مشرکوں کے ساتھ مل کر کرتا رہا تھا، لیکن جب میں آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ملا، اس وقت وہ مسجد میں داخل ہو رہے تھے۔ آپؐ کمال شفقت سے میری خاطر رک گئے۔ نہایت خندہ پیشانی اور بشاشت سے میرے ساتھ ملاقات فرمائی۔ تب میں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور حق کی

گواہی دے دی۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا کہ سب حمد اس اللہ کی ہے جس نے تمہیں ہدایت دی۔ تمہارے جیسا عقلمند انسان اسلام سے کس طرح لاعلم اور دور رہ سکتا تھا۔ (حلبیہ)20

دلوں کی فتح

رحمتہ اللعالمین اہل مکہ کیلئے امان کا اعلان کرتے ہوئے خانہ کعبہ پہنچتے ہیں اور بعض بد بخت یہ منصوبے بنا رہے ہیں کہ اگر آج اس عظیم فاتح کو قتل کر دیا جائے تو مسلمانوں کی فتح کو شکست میں بدلی جاسکتی ہے۔ طواف کے وقت ایک شخص فضالہ بن عمیر آنحضرت صل اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادہ سے آپؐ کے قریب آیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس کے ناپاک منصوبے کی اطلاع کر دی۔ آپؐ نے نام لے کر بلایا تو وہ گھبرا گیا۔ آپؐ نے پوچھا۔ ’’کس ارادہ سے آئے ہو؟‘‘ تو وہ جھوٹ بول گیا۔ آپؐ مسکرائے اور اسے اپنے قریب کر کے پیار سے اُس کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ فضالہ بعد میں کہا کرتا کہ جب آنحضرتؐ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا تو میری تمام نفرت دور ہوگئی اور مجھے ایسے لگا کہ دنیا میں سب سے پیارے محمد صل اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ فضالہ نے اس حسن سلوک سے متاثر ہوکر اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔ یہ تھی دلوں کی فتح جو ہمارے آقا و مولا کو فتح مکہ کے دن حاصل ہوئی ۔ (ابن ھشام)21

دشمن پر احسان

محاصرۂ طائف سے واپسی پر مشہور شاعر کعب بن زہیر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دراصل ان کے والد زہیر نے اہل کتاب کی مجالس میں ایک نبی کی آمد کا ذکر سن رکھا تھا اور اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ اسے قبول کریں۔ رسول اللہؐ کی بعثت پر ان کے ایک بیٹے بجیر نے تو اسلام قبول کرلیا۔ جب کہ کعب رسول اللہؐ اور مسلمان خواتین کی عزت پر حملہ کرتے ہوئے گندے اشعار کہتا تھا اور اس بناء پر رسول اللہؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا۔

کعب کے بھائی نے اسے لکھا کہ مکہ فتح ہو چکا ہے اسلئے تم آکر رسول اللہؐ سے معافی مانگ لو۔ چنانچہ اس نے رسول اللہؐ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا جو ''بَانَتْ سُعَادُ'' کے نام سے مشہور ہے۔ وہ مدینہ آکر اپنے ایک جاننے والے کے پاس ٹھہرا۔ اہل مدینہ میں اسے کوئی پہچانتا نہ تھا۔ اس نے فجر کی نماز نبی کریمؐ کے ساتھ مسجد نبوی میں جاکر ادا کی اور رسول اللہؐ کی خدمت میں اپنا تعارف کرائے بغیر کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! کعب بن زہیر تائب ہو کر آیا ہے اور معافی کا خواستگار ہے اگر اجازت ہو تو اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا ''ہاں'' تو کہنے لگا ''میں ہی کعب بن زہیر ہوں'' یہ سنتے ہی ایک انصاری حضورؐ کے سابقہ حکم کے مطابق اسے قتل کرنے کے لئے اُٹھے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا نہیں اب اسے چھوڑ دو، یہ معافی کا خواستگار ہو کر آیا ہے۔ پھر اس نے اپنا قصیدہ

حضورؐ کی شان میں پیش کیا اور جب یہ شعر پڑھا۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَسَیْفٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ

مُھَنَّدٌ مِنْ سَیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلٖ

کہ یہ رسول ایک ایسی تلوار ہے جس کی چمک سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ یہ زبردست سونتی ہوئی ھندی تلوار ہے جو اللہ کی تلواروں میں سے ہے۔ رسول اللہؐ نے یہ قصیدہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اپنی چادر دست مبارک سے بطور انعام اس کے اوپر ڈال دی۔ یوں یہ دشمن رسول بھی آپؐ کے دربار سے معافی کے ساتھ انعام بھی لے کر لوٹا۔ (الحلبیہ) 22

حوالہ جات

1 بخاری کتاب البیوع باب کراهية الشغب فی السوق

2 مسلم کتاب الفضائل باب20ص79

3 شمائل ترمذی باب ماجاء فی کلام رسول اللہؐ

4 بخاری کتاب الاستیذان باب2

5 بخاری کتاب الجنائز باب84

6 بخاری کتاب المغازی باب غزوہ ذات الرقاع

7 ابوداؤد کتاب الدیات باب فیمن سقی رجلاسما اواطعمه

8 السیره الحلبیه جلد3ص102-104مطبوعه بیروت

9 السیرة الحلبیه جلد3ص106مطبوعه بیروت

10 السیرة الحلبیه جلد3ص92داراحیاء التراث العربی بیروت

11 مؤطا امام مالک کتاب النکاح باب المشرک اذا اسلمت زوجته

12 اسدالغابه فی معرفة الصحابة جلد4ص5مطبوعه بیروت

13 السیرة النبویة ابن هشام جلد3ص151مطبوعه دالمعرفه بیروت

14 السیرة الحلبیه جلد3ص118مطبوعه بیروت

15 مؤطا امام مالک کتاب النکاح باب نکاح المشرک اذا السلمت زوجته 12

16 السیرة النبویه لابن هشام جلد4ص60 مکتبه المصطفی البابی الحلبی

17 السیرة الحلبیه جلد3ص118مطبوعه بیروت

18 السیرة النبویه لابن هشام جلد4ص92مطبوعه بیروت

19 اسدالغابه جلد1ص351,352داراحیاء التراث العربی بیروت

20 السیرۃ الحلبیه جلد3ص117مطبوعه بیروت

21 السیرۃ النبویه لابن هشام جلد4ص59مکتبه المصطفیٰ البابی الحلبی

22 السیرۃ الحلبیه جلد3ص214,215